

مولانا محمد ابراہیم قانی صاحب
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹنک

حج بیت اللہ - چند حکمتیں اور مصلحتیں

یوں تو شریعت مطہرہ کے احکام حکمتوں کے تابع نہیں ہوتے اور نہ ہم اس پر مکلف ہیں کہ ان مقرر کردہ احکام کی حکمتوں کی تلاش اور تفحص میں پڑ جائیں بلکہ ایک کامل تابع فرمان غلام کی طرح جیسا بھی مالک کی طرف سے حکم صادر ہو جائے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس کی بجا آوری کی جانب متوجہ ہو جائیں۔
ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

بس یہی بندگی کی انتہاء و معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اسی بندگی کا تقاضا کرتا ہے اور یہی عبدیت اور عبودیت بارگاہ اقدس میں ایک اعلیٰ و افضل عمل ہے۔ خداوند قدوس اپنے جلیل القدر پیغمبر خاتم النبیین سید المرسلین اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ کے واقعہ معراج کے بارے میں فرماتے ہیں۔

سبحان الذی اسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذی بارکنا
حولہ لئریہ من آیاتنا۔ لعبدہ فرمایا بنبیہ یاہر موله ذکر نہ کیا۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: الحمد لله الذی النزل علی عبدہ الكتاب اور اسی طرح ارشاد فرمایا
وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا اور خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گراں ہے:
افلا اکون عبد الشکوراً۔ اس لئے کہ عبدیت انتہائی تواضع لاحد و انکساری اور کامل اطاعت کی دلیل ہے۔
عبدیت میں اظہار تہلیل ہے۔ اظہار تفرہ ہے اظہار محتاجی ہے و تبذل الیہ بتیلاً۔ فقر کے بارے میں اللہ جل شانہ
فرماتے ہیں۔

یاایہا الناس انتم الفقراء الى الله واللہ هو الغنی الحمید

اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ الفقیر فخری۔ علامہ اقبالؒ اپنے شہرہ آفاق قطعہ میں فرماتے ہیں:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر روز محشر عذر ہائے من پذیر

گر تو می بینی حسابم ناگزیر از نگاہ مصطفیٰ پنہاں گیر

تو بات حکمت کی چل رہی تھی کہ احکام حکمتوں کے تابع نہیں ہوتے بلکہ ان کی نسبت علل اور اسباب کی طرف جاتی ہے
علامہ ابن ہمامؒ نے باب العشر والخارج میں دو جہتوں علیٰ علیہ کے لئے حکم کے بیان میں بھی سختی سے تردید کی ہے۔ اور

کہا ہے کہ علل شرعیہ حکم کے لئے صرف علامات ہوتی ہیں۔ حکم میں موثر نہیں ہوتیں اسی لئے زوال علت کے بعد بھی حکم کا باقی رہنا جائز ہے۔ شریعت میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً رمل رمی جمرات اور ظہر و عصر کی نمازوں میں اخفاء قرأت وغیرہ کہ ان کی علتیں اب موجود نہیں۔ لیکن ان کے احکام باقی ہیں۔

امام ولی اللہ دہلویؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں:

امثال لا يتوقف على معرفة المصالح. و اوجبت ايضاً انه لا يحل ان يتوقف في امثال احكام الشرع. اذا صحت بها الرواية على معرفة تلك المصالح لعدم استقلال عقول كثير من الناس في معرفة كثير من المصالح ولكون النبيؐ اوثق عندنا من عقولنا. ولذلك لم يزل هذا العلم مصنونا به على غير اهله ولبشرط له ما يشترط في تفسير كتاب الله ويحرم الخوض فيه بالرأى الخالص. غير المستند الى السنن والآثار.

یعنی احکام پر عمل حکمتوں کے جاننے پر موقوف نہیں اور احادیث نے یہ باتیں بھی ثابت کی ہیں کہ احکام شرعیہ پر عمل کرنے میں جبکہ وہ صحیح روایت سے ثابت ہو جائیں انکی مصلحتوں کے جاننے تک توقف کرنا جائز نہیں کیونکہ بہت سے انسانوں کی عقلیں بہت سی حکمتوں کو بطور خود نہیں سمجھ سکتیں اور نبی کریم ﷺ کی ذات ہمارے نزدیک ہماری عقلوں سے کہیں زیادہ قابل اعتماد ہے اور اسی وجہ سے ہمیشہ یہ علم (اسرار دین) نااہلوں کو دینے میں بخلی کی گئی اور اس کیلئے وہ شرائط ہیں جو کتاب اللہ کی تفسیر کے لئے ہیں اور اس علم میں محض ایسی رائے سے جو احادیث اور صحابہ و تابعین کے ارشادات سے موید نہ ہوں غور و خوض کرنا حرام ہے۔

یعنی احکام شرعیہ پر عمل کرنا حکمتیں اور مصلحتیں جاننے پر موقوف نہیں۔ اگرچہ احکام میں حکم اور علل اور حسن و قبح ملحوظ ہوتا ہے مگر اقتال اس حسن و قبح کے جاننے پر موقوف نہیں۔ البتہ اس کی تحقیق ضروری ہے کہ ادہ حکم قرآن و حدیث سے صراحتاً یا استنباطاً ثابت ہے یا نہیں۔ لیکن جب حکم کی تحقیق ہو جائے تو اس پر عمل درآمد میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ آج کل غیروں کی تقلید میں عمومی طور پر انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کی جو ذہنیت بنتی جا رہی ہے کہ حکم کی حکمت معلوم ہوگی اور اس پر ذہن مطمئن ہوگا۔ تب عمل کرنے کے لئے سوچیں گے کیونکہ احکام شرعیہ کے علل و مصالح اور ذاتی حسن و قبح پر انسان نہیں سمجھ سکتا اور اس وجہ سے یہ علم اسرار دین نااہلوں کو دینے میں ہچکچاہٹ محسوس کی گئی اور ہر کس ناکس کے سامنے احکام کی علتیں اور حکمتیں بیان کرنے میں تذبذب ہوتا ہے کہ معلوم نہیں وہ بات سمجھ سکے گا یا نہیں۔

بلکہ یہ علم اتنا دقیق ہے کہ اس کو پڑھانے کے لئے اور اس علم میں کتاب لکھنے کے لئے وہ تمام شرائط ہیں جو کہ علم تفسیر کے لئے ہیں اور وہ علوم ضروری ہیں جو کہ علم تفسیر کے لئے ضروری ہیں اور جس طرح کہ تفسیر بالرائے حرام ہے اسی طرح اس علم میں دلائل و قرائن کے بغیر آراء و عقائد بیان کرنا بھی حرام ہے۔ علاوہ ازیں مصالح

اور حکم کو جان کر علم کرنا اتنی مضبوط بات نہیں جتنی اللہ اور رسول کا حکم سمجھ کر عمل کرنا ہے، مومن کا اعتماد عقل پر نہیں ہوتا، اللہ اور رسول کے حکم پر ہوتا ہے عقل تو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی ہے اور اللہ کے رسول اللہ کے رسول ہیں پس جب کوئی حکم رسول اللہ سے ثابت ہو گیا تو اب مومن کو کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔ (بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ مع شرح اردو رحمۃ اللہ ولسلہ)

یہ تو حکمت کے متعلق ایک تمہیدی بحث تھی، لیکن یہاں پر یہ نکتہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ احکام میں حکمت کو تلاش کرنا یا فن حکمت شرعیہ و علم اسرار دین ایک لایعنی اور بے فائدہ و لا حاصل شے ہے۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں اور بچ سے لایخل عقدے اس کے ذریعہ کھل چکے ہیں اور انتہائی مشکل اور صعب ترین مقامات میں اس علم نے دھبیری کی ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ صاحب، شاد ولی اللہ دہلوی نے اس موضوع پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔ اسکے بعد اس نے حضرت شاہ صاحب نے حج بیت اللہ کی عمومی طور پر رات حکمتیں اور مصلحتیں بیان کی ہیں۔

منہا تعظیم البیت فانہ من شعائر اللہ و تعظیمہ ہو تعظیم اللہ تعالیٰ

ان حکمتوں اور مصلحتوں میں سے ایک تعظیم بیت اللہ ہے کیونکہ یہ شعائر اللہ میں سے ہیں اور اس کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن يعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

منہا تحقیق معنی العروصہ دوسری مصلحت حج کے ذریعہ دربار خداوندی کی حاضری اور پیشی کو ثابت کرنا اور واقعہ بنانا مقصود ہے کیونکہ جس طرح بادشاہ و قافو قفا دربار منعقد کرتے ہیں تاکہ رعایا اس میں حاضر ہوں اور مختلف فوائد سے دامن پر کرے، اس لئے ہر ملت کے لئے کوئی ایسا اجتماع ضروری ہے جس میں قریب اور بعید کے لوگ یکے بعد دیگرے آئیں۔ ایک دوسرے کو پہچانیں۔ اپنا دین سیکھیں اور ملت کے شعائر کی تعظیم بجالائیں۔ حج ایسے ہی دربار خداوندی کی حاضری ہے اس کے اجتماع عظیم سے مسلمانوں کی شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ تمام مسلمانوں یعنی مسلمانان عالم کا سب سے عظیم اور سب سے بڑا اجتماع ہے جس میں اقصائے عالم سے لاکھوں مسلمان شرکت کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: یامؤن من کل فجہ عمیق۔ حج کے اجتماعات کے علاوہ اور بھی اجتماعات ہوتے ہیں۔ مثلاً روزانہ پانچ نمازوں کی جماعت میں شرکت کرنا۔ اس کے بعد جمعہ کے اجتماع اس کے بعد عیدین کے اجتماع لیکن یہ اجتماعات مقامی ہیں اسلئے اس میں ایک ساتھ سب کی حاضری ضروری ہے اور حج کا اجتماع ایک عالمی اجتماع ہے جس میں ایک ساتھ تمام مسلمانوں کی حاضری دشوار ہے۔ اس لئے فرمایا کہ لوگ یکے بعد دیگرے آئیں یعنی کوئی اس سال آئے اور کوئی اگلے سال۔ شیخ الحدیث رحمہ اللہ العصر حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہر حاکم اور ہر بادشاہ کو اپنی رعایا کے مختلف طبقات کو بیک وقت ایک جگہ جمع کرنے کا جتنا اہتمام اور خواہش ہوتی ہے وہ سب کو معلوم ہے اور اس کے لئے مختلف نوع کے جشن اور مختلف نام سے انجمنیں بنا کر ان کے سالانہ جلسے وغیرہ کرائے جاتے ہیں۔

چونکہ حج کے موقع پر عالم اسلام کے اکثر حاکم وزراء اور دوسرے اہل حل و عقد جمع ہوتے ہیں اور ان کا تعلق مختلف ممالک سے ہوتا ہے تو ان مختلف ممالک کے اہل الرائے اور ارباب حل و عقد مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی لائحہ عمل تجویز کریں تو اس کی تشکیل اور اشاعت کے لئے یہ بہترین موقع ہے اسی طرح مختلف ممالک سے آئے ہوئے زائرین کے درمیان اتحاد اور تعلقات پیدا کرنے کے لئے حج کے موقع سے بہتر کوئی صورت نہیں۔

ومنہا ما توارث الخ تیسری حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جو باتیں متواتر چلی آرہی ہیں۔ حج کے ذریعہ ان کی ہمنوائی مقصود ہے کیونکہ وہ دونوں حضرات ملتِ حنفی کے پیشوا ہیں۔ انہوں نے ہی عربوں کے لئے احکام مشروع کئے ہیں، یعنی عرب میں انہی کا دین رائج ہے۔ اور ہمارے نبیؐ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ ملتِ حنفی کا ظہور اور غلبہ ہو سورۃ الحج میں ارشاد ہے: ملة ابيکم ابراهيم پس جو باتیں ملتِ حنفی کے ان دونوں اکابر سے شہرت کے ساتھ منقول ہیں۔ ان کی حفاظت اور نگہداشت ضروری ہے جیسے خصالِ فطرت اور جیسے حج کے ارکان حدیث شریف میں ہے کہ کچھ لوگ میدانِ عرفات میں موقف (ٹھہرنے کی جگہ) سے فاصلہ پر وقوف لگے ہوئے تھے آپ نے اطلاع بھجوائی کہ اپنی عبادت کی جگہ میں ٹھہرو اس لئے تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی متابعت و میراث پر ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوف عرفہ جو کہ حج کا بنیادی رکن ہے موافقت کے باب سے ہے بقول حضرت الشیخ زکریاؒ حج اس عبادت کی بھی یادگار ہے اور بقاء ہے جو آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر ہر مذہب و ملت میں رہی ہے۔

ومنہا الاصطلاح علی قال پنچویں مصلحت حج میں بعض اعمال اس لئے ہیں کہ ایک حالت پر سب حاجیوں کا اتفاق و اتحاد ہو جائے تاکہ عوام و خواص کے لئے سہولت ہو جیسے ۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کرنا اور وہاں پانچ نمازیں ادا کرنا تاکہ وہاں سے نو ذی الحجہ کی صبح کو عرفات کی طرف روانگی میں سہولت ہو اور جیسے عرفہ سے واپسی پر مزدلفہ میں شب بashi کرنا۔ اور فجر کے بعد وقوف کرنا تاکہ دس ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف روانگی میں سہولت ہو۔ غرض اس قسم کا اتحاد ضروری ہے ورنہ لوگوں کے لئے دشواری ہوگی۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو اس کا تاکید کی حکم دیا جائے ورنہ لوگوں کی کثرت اور پھیلاؤ کی وجہ سے ان کا کلمہ متحد نہیں ہوگا۔

ومنہا الاعمال النبی تعلق الخ پانچویں مصلحت اور حکمت حج میں بعض ایسے اعمال شامل کئے گئے ہیں جو اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ان اعمال کا مرتکب اور انجام دینے والا خدا پرست دین حق کا پیر و ملتِ حنفی کا تبع اور ان نعمتوں پر اللہ کا شکر بجالانے والا ہے جو اس ملت کے اگلوں پر اللہ نے کی ہیں۔ جیسے صفا و مروہ کی سعی اس انعام کی یادگار کے طور پر مناسک میں شامل کی گئی ہے جو کہ اللہ نے حضرت ہاجرہ پر کیا تھا۔

ومنہا ان اهل الجاهلیۃ كانوا یحجون الخ چھٹی مصلحت اور حکمت یہ ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں

جج کیا کرتے تھے اور جج کو ان کے دین میں بنیادی حیثیت حاصل تھی مگر انہوں نے جج میں دو قسم کی غلط باتیں غلط کی تھیں۔ ایک جج میں ایسے اعمال شامل کئے تھے جو کہ حضرت ابراہیمؑ سے منقول نہ تھے وہ ان پر محض افترا ہے اور ان میں غیر اللہ کو شریک بنانا بھی تھا جیسے اساف اور نائلہ کی تعظیم کرنا اور منات نامی بت کے لئے احرام باندھنا یا مشرکین کا اس طرح تبلیغ پڑھنا کہ اُکا کوئی شریک نہیں مگر ایک شریک جو آپ کا ہے ایسے خود ساختہ اعمال کے لئے ضروری یہ تھا کہ اس کی ممانعت کی جائے اور ان سے سختی کے ساتھ روک دیا جائے۔

اساف اور فائدہ دو بت تھے جن کے بارے میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ دونوں ایک زمانہ میں مردوزن تھے جنہوں نے کعبہ میں زنا کیا تھا اور وہ منہ کر دیئے گئے تھے۔ اور پھر بن گئے تھے عبرت کے لئے ان کو صفا اور مروہ پر رکھ دیا گیا تھا پھر رفتہ رفتہ قابل تعظیم اور معبود بن گئے اور منات قبیلہ خزاع اور حذیل کا بت تھا جس کو مکہ والے مانتے تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسلام سے پہلے انصاریوں کے لئے احرام باندھا کرتے تھے۔

دوسری جاہلیت کے لوگوں نے کچھ باتوں کو فخر و غرور کے طور پر دین بنالیا تھا اور ان کو حج میں شامل کر لیا تھا جیسے قریش جب حج کیا کرتے تھے تو مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے عرفہ تک نہیں جاتے تھے عرفہ حرم سے باہر ہے اور مزدلفہ حرم میں ہے وہ کہتے تھے کہ ہم حرم کے کبوتر ہیں اس لئے حرم سے باہر نہیں نکل سکتے اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی

ثم الميضوا من حيث الماضی الناس تم سب کیلئے ضروری ہے کہ اس جگہ ہو کر واپس آؤ جہاں اور لوگ جا کر واپس آتے ہیں۔ چنانچہ اس رسم کا خاتمہ ہو گیا۔

منات بت کیلئے انصاریوں نے احرام باندھنے کو ایک خاص علامت بنالیا تھا اس لئے ان کو صفا اور مروہ کی سعی میں تنگی محسوس ہو رہی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان النصفاء والمروہ من شعائر اللہ یہ انداز بیان انصاریوں کی دل تنگی کو دور کرنے کے لئے در نہ صفا اور مروہ کی سعی واجب ہے۔

ومنہا انہم کانوا الخ ساتویں حکمت اور مصلحت یہ ہے اہل جاہلیت نے کچھ فاسد قیاسات گھڑ رکھے تھے جو دین میں غلو کے قبیل سے تھے اور وہ لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث تھے اور ایسی باتوں کے لئے بھی یہی ضروری تھا کہ ان کو منسوخ کر دیا جائے اور ان کو بالکل بھٹوڑ دیا جائے مثلاً ان زمانہ جاہلیت کا ایک دستور یہ تھا کہ جب احرام باندھ لیتے تھے تو گھر میں دروازے سے داخل نہیں ہوتے تھے۔ پیچھے سے دیوار پھاند کر داخل ہوتے تھے ان کا خیال یہ تھا کہ دروازے سے گھر میں داخل ہوتا۔ ایک طرح کا دنیا سے فائدہ اٹھانا ہے جو احرام کے منافی ہے تو سورۃ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ولیس البان تاسوا للبیوت من ظہورہا یہ نیکی کی بات نہیں کہ گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ۔ اسی آیت کے ذریعہ اس غلط تاثر کو باطل کیا گیا۔

(۲) اہل جاہلیت موسم حج میں تجارت کو ناپسند کیا کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ اس سے اخلاص میں خلل پڑتا ہے

تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لاجناح علیکم ان تبغوا فضلا من ربکم

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو یعنی روزی۔

۳۔ زمانہ جاہلیت میں ایک غلط دستور یہ تھا کہ زادی سفر کے بغیر خالی ہاتھ حج کا سفر کیا کرتے تھے، اور اس کو توکل اور

کار و ثواب خیال کیا کرتے تھے، پھر وہاں پہنچ کر ہر ایک سے سوال کیا کرتے تھے اور مانگتے پھرتے تھے تو آیت نازل

ہوئی وتزودوا فان خیر الزاد التقوی

۴۔ زمانہ جاہلیت میں ایک فاسد خیال یہ بھی چلا آتا تھا کہ حج کے ساتھ عمرہ کو جائز نہیں سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ

بدترین گناہ یہ ہے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کیا جائے اور وہ دلوگ یہ بھی کہتے تھے کہ جب صفر کا مہینہ گزر جائے اور حجاج

کے اونٹوں کے زخم مندمل ہو جائیں اور حجاج کے قافلوں کے نشانات بارش وغیرہ سے مٹ جائیں تو جو عمرہ کرنا چاہے تو

عمرہ کر سکتا ہے حالانکہ اس میں آفاقی کے لئے اور دور دراز سے آنے والوں کے لئے سخت پریشانی تھی۔ ان کو عمرے

کے لئے نئے سفر کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر یہ غلط رسم منادیا صحابہ کرام حج کا

احرام باندھ کر مکہ آئے تھے ان کو حکم دیا گیا کہ آپ نیت کو بدل دیں اور افعال عمرہ کر کے احرام کھول دیں، پھر مکہ ہی سے

حج کا احرام باندھیں آپ ﷺ نے اس میں سختی برتی تاکہ پرانی عادت اور دلوں میں بیٹھی ہوئی عادت کا ازالہ ہو سکے۔

یہ سات حکمتیں اور مصلحتیں حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ذکر فرمائی ہیں جس کی توضیح اس کی

شرح رحمۃ اللہ الواسعہ سے اخذ کی گئی۔

علاوہ ازیں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے بھی حج کی مزید حکمتیں اور مصلحتیں ذکر فرمائی ہیں جن

میں سے بعض کی طرف حضرت شاہ صاحب کی سات حکمتوں میں اشارہ کیا گیا اور باقی چند کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دنیا کے مختلف طبقات میں مساوات پیدا کرنے کے لئے حج بہترین عمل ہے کہ امیر غریب بادشاہ فقیر ہندی

عربی ترکی چینی وغیرہ سب ایک ہی حال میں ایک ہی لباس میں ایک ہی مشغلہ میں معتد بہ زمانہ تک رہتے ہیں اور ان

کے درمیان آپس کی اخوت محبت تعلقات تعارف اور رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے حج بہترین موقع ہے سرمایہ داری

کے مخالف امیر و غریب میں مساوات پیدا کرنے کے لئے اسلام کا ہر حکم نماز روزہ حج، زکوٰۃ اس مصلحت کو نہایت آسان

اور کامیاب طریقہ سے پیدا کرتا ہے دنیا بھر کے اولیاء و اقطاب اور ابدال کا ایک معتد بہ طبقہ حج میں ہر سال شرکت کرتا

ہے۔ ان کے فیوضات و انوارات و کمالات سے استفادہ کا بہترین موقع ہونے کے ساتھ ساتھ حج ان حبر کرام مقامات

کی زیارت کا ذریعہ بھی ہے جہاں لاکھوں عشاق نے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جانیں دے دیں۔ جبکہ علمی لحاظ سے سفر حج

نہایت بہتر چیز ہے کہ اس موقع پر ہر جگہ کے علماء موجود ہوتے ہیں۔

ان کی علمی حیثیت اور ہر مقام کے علمی مراکز، علمی کارنامے ان کی ترغبات و تحنل اور ان کے اسباب پر تفصیل سے اطلاع

ہو سکتی ہے اللہ کی معصوم مخلوق فرشتے جو عرش الہی - کہ طواف میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں حج میں ان سے تشبیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور حدیث کے پاک ارشاد من تشبیہ یقوم فھو منہم کی بناء پر فرشتوں کے ساتھ جو کسی وقت اور کسی آن اللہ جل شانہ کی منشاء کے خلاف نہیں کرتے مشابہت حاصل ہوتی ہے۔

معاشی لحاظ سے دنیا کی معلومات کا ذریعہ سفر حج ہے بہتر نہیں ہے کہ ہر ملک کی مصنوعات ایجادات پیداوار کے حالات اور اس قسم کی جتنی معلومات اور تفصیلات معلوم کرنا چاہیں اس سفر میں بہترین طریقہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور مذہبی حیثیت سے رہبانیت ایک بہت ہی اہم اور اونچی چیز شمار کی جاتی ہے پہلی امنوں میں فکر اسلام نے اس کو روک کر سفر حج کو اس کا بدل قرار دیا۔ چنانچہ زینت کی اشیاء بیوی سے صحبت تو دور کنار صحبت تک کا ذکر ناجائز کر دیا۔ دنیاوی حیثیت سے ہر قوم میں ایک میلہ لگتا ہے اور یہ ایک قدیم دستور ہے ہر ملک اور مذہب کے لوگ اس کے عادی ہیں۔ عام طور پر لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کے لئے حج کو اس کا نعم البدل قرار دیا کہ بجائے لبو لعب، کھیل کود، شور و شغب کا مختلف مظاہرہ اور مسافروں کے ان ہی چیزوں کو عبادت کی شکل میں بدل دیا، جس میں ان سب جذبات کا جو لبو لعب کی شکل میں تھے، توحید و عشق الہی کی طرف امالہ ہو گیا اسلام کا ابتدائی دور جہاں مسلمان انتہائی بے بسی کے عالم میں ہر وقت مظلومانہ زندگی بسر کرتے تھے اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ کفار کے مظالم برداشت کرتے تھے اور اسلام کا انتہائی دور جہاں وہ ہجرت کے بعد غالب اور فاتح کی شکل میں رہے اور غالب و قوی ہو کر اپنے کمال اخلاق سے نہ صرف یہ کہ پرانے مظالم کو بالکل نظر انداز کیا بلکہ اپنے اخلاق کی خوبی اور وسعت سے اسلام کو ایسا پھیلایا کہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا نور پھیل گیا۔ اس سفر حج میں دونوں شہروں کی زیارت سے دونوں یادگاریں تازہ ہوتی ہیں اور دونوں سبق یاد کرنے کا امت کو موقع ملتا ہے۔

مکہ مکرمہ رسول اللہ ﷺ کا مولد ہے پیدائش یہاں ہوئی۔ اور ۵۳ سال کی عمر تک کے مختلف دور یہاں گزرے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ ہجرت کا گھر اور مزار مبارک وہاں ہے۔ رسالت کے اکثر احکام وہاں نازل ہوئے۔ اس سفر سے دونوں یادگاروں کی زیارت حضور کے زمانہ کی یاد کو تازہ کرنے والی ہے اور محبت کو بڑھانے والی ہے لوگ یادگار قائم کرنے کے لئے مختلف چیزیں ایجاد کیا کرتے ہیں اسلام نے حج اور زیارت کا حکم دے کر خود اس یادگار کو قائم کر لیا۔ مرکز اسلام کی تقویت و قوت اور حرمین شریفین کے رہنے والوں کی اعانت نصرت ان کے حالات کی تحقیق ان کے ساتھ ہمدردی اور نمٹسکاری کا بہترین ذریعہ حج و زیارت ہے کہ جب ان سے تفصیلی ملاقات ہوگی تو ان کی اعانت اور مدد کا جذبہ خود بخود دل میں پیدا ہوگا۔ اور وہاں سے واپسی پر بھی عرصہ تک انکی یاد رہے گی۔

سفر کی کئی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سفر حج بھی اہم قسم ہے سفر سے ایک طرف تو اخلاق کی جلا اور صفائی ہوتی ہے تو دوسری طرف بدن کی صحیح نگہداشت اور صحت کا تحفظ۔ اس سفر کے لئے صحیح غذا، صحیح لباس، صحیح سفر کرنا

صحیح ثابت ہو گئے۔ تبدیلی آب و ہوا صحت کے لئے معین و مددگار ہے۔

علم الالہ کے بشوقین حضرات کے لئے حج کے زمانہ سے بہترین موقع شاید نہ مل سکے کہ ایک ہی جگہ عربی، اردو، ترکی، فارسی، پشتو، چینی، جاوی، انگریزی وغیرہ ہر زبان کے وافت لوگ ملیں گے۔ اور اس طرح سپاہیانہ زندگی جو کہ اسلامی زندگی کا خصوصی شعار ہے۔ حج کے سفر میں پوری طرح پائی جاتی ہے۔ لباس و معاش میں بھی اور چلنے پھرنے میں بھی۔ آخر میں حضرت الشیخ رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ نمونہ کے طور پر یہ مختصر اور جمل اشارات کئے ہیں غور کرنے سے بہت سے امور اور مصالح سمجھ میں آتے رہتے ہیں لیکن یہ نہایت اہم جزو ہے کہ اصل مقصد اللہ جل شانہ کے ساتھ تعلق کا بڑھانا ہے اور دنیا کی محبت اور اس سے بے رغبتی پیدا کرنا ہے۔

امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے تمام مناسک حج کی فرد افراد اچھے اللہ البالذ میں مصلحتیں اور حکمتیں ذکر کی ہیں جو کہ الہامی اور القائی انعامات ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا ہے ضروری ہے کہ ان حکمتوں اور مصالح کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

بطور نمونہ: تلبیہ و احرام کی حکمت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ان الاحرام فی الحج و العمرہ بمنزلہ التکبیر فی الصلوٰۃ فیہ تصویر الاخلاص و التعظیم۔ حج اور عمرہ میں احرام بمنزلہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے ہے۔ یہاں پر اگرچہ حضرت شاہ صاحبؒ نے تلبیہ کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ صرف احرام پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن بقول شارح احرام اور تلبیہ میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھا جائے تو احرام شروع ہو جاتا ہے اور افعال کی ادائیگی تک باقی رہتا ہے اور آخر میں اس کو باقاعدہ کھولنا پڑتا ہے۔ جیسے نماز کی نیت کر کے جب تکبیر تحریمہ کہی جاتی ہے تو نماز شروع ہو جاتی ہے اور نماز کے آخر تک تحریمہ باقی رہتا ہے پس حج اور عمرہ کے احرام میں تلبیہ کی حیثیت یہی ہے جیسی نماز میں تکبیر تحریمہ کی۔ پھر احرام اسی طرح مستمر رہتا ہے جس طرح تحریمہ تلبیہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اظہار کیا جاتا ہے اور قول و فعل کے ذریعے نیت کو ابر محسوس بنایا جاتا ہے۔ اور احرام کے ذریعہ نفس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے خاکساری اور فروتنی کرنے والا بنایا جاتا ہے وطن کی آسائشوں کو چھوڑ کر چل دیتا ہے اپنی مالوف اور پیاری عادتوں کو چھوڑ کر زیب و زینت کی تمام شکلوں کو بالائے طاق رکھ کر فقیروں اور محتاجوں کی صورت بنا لیتا ہے حاجی کی شان یہ ہے کہ وہ پراگندہ حال اور ان کے بدن سے پسینے اور میل کی بو آتی ہے اور یہی پراگندہ حالی تھکاوٹ اور درماندگی یہ تمام چیزیں احرام میں تحقیق ہوتی ہیں۔ پھر ممنوعات احرام کی چند حکمتیں بیان فرمائی ہیں حج و عمرہ میں خاکساری، ترک زینت اور پراگندہ سری مطلوب ہے اور یہ مقاصد ممنوعات احرام سے بچنے ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اللہ جل شانہ کے خوف اور تعظیم کا احساس ممنوعات سے بچنے پر موقوف ہے۔ اور ان ممنوعات احرام کے ذریعہ